الفلاح

فی القیام عند حیّ الفلاح

از قلم

مناظر اسلام شیخ القرآن استاذ العلماء علامہ محمد فیض احمد صاحب اویسی مدظلہ

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور

باہتمام صوفی مختار احمد القادری اویسی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اقامت کے وقت مقتدی اور امام ہر دونوں بیٹھیں رہیں تاوقتیکہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ وحَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر اٹھیں اگرچہ امام مصلّٰی پر نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے اور یہ مسئلہ صدیوں سے متفق چلا آرہا ہے۔ آئمہ اربعہ اہلسنت حنفی، شافعی۔ مالکی۔ حنبلی کسی کو اختلاف نہیں تھا جیسا امام نووی شارح مسلم نے صہ ۲۲۱ ج ۱ میں آئمہ کے اقوال نقل کئے ہیں ان کی اصل عبارات رسالہ ہٰذا میں ہم نے لکھ دی ہیں لیکن جب سے خوارج وابن تیمیہ اور پھر محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ان کے پیروکاران نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اسلاف صالحین کی پیروی نہ کرو خود قرآن وحدیث کو سمجھو اور سمجھاؤ۔ اس وقت سے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ پر ہر شخص طبع آزمائی کرتا پھرتا ہے ورنہ جب احادیث مبارکہ میں مسئلہ ہٰذا کا استحباب کا وجود موجود ہے اور فقہاء کرام بالخصوص احناف کی عبارات، فتاویٰ اور متون کی تصریحات ہمارے سامنے ہیں تو پھر وہابیوں اور دیوبندیوں کو اس مسئلہ میں اپنی ٹانگ پھنسانے کا کیا معنیٰ!۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ

(۱) زید کہتا ہے کہ بوقت اقامت امام اور مقتدیوں کو بیٹھے رہنا چاہیئے تاوقتیکہ مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہونا چاہیئے اور کہتا ہے شروع میں کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے اور خلاف سنت ہے۔

(۲) بکر کہتا ہے کہ یہ طریقہ بریلویوں کا خود ساختہ ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب بہتر ہے

التماس فدویانہ ہے کہ براہ کرم بحوالہ کتب معتبرہ جواب صحیح سے سرفراز فرمائیں کیونکہ اختلاف شدید ہے۔ بینوا و توجروا

سائل حاجی محمد رمضان فریدی نقشی چک ۱۰۳/۹-ایل ساہیوال

حال وارد۔ نوری جامع مسجد مہاجرین کوٹ سمابہ ضلع رحیم یارخان

۵۔ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ (۳ / ۱۔ نومبر ۱۹۸۱ء) یوم الثلاثہ

الجواب منہ الہدایۃ والصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! جوں جوں قیامت قریب آتی جائیگی۔ دین ضعیف ہوتا جائیگا اور علم اٹھتا جائیگا جہل بڑھتا جائے گا حق چھپتا جائیگا باطل ابھرتا جائیگا جیسا کہ آج ہم اس قسم کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ مسائل جو صدیوں سے متفق علیہ تھے اب ان پر جھگڑے نزاع اٹھ کھڑے ہیں۔ حق پر پردہ ڈالنے کی بھرپور کوششیں جاری ہیں۔ محض حق کو نیچا دکھانے کے لئے صریح نصوص سے انکار یا کم از کم چشم پوشی کی جارہی ہے مثلاً اقامت کے وقت کھڑے ہونے کو تمام فقہاء نے مکروہ لکھا جس میں کسی کو اختلاف نہ تھا اور نہ ہے۔ متون۔ شروح۔ فتاوٰی واحادیث میں تصریحات موجود ہیں لیکن چونکہ اس پر عمل کرنے والے اہلسنت ہیں اس لئے عوام میں تاثر دیا جارہا ہے کہ یہ کوئی مسئلہ نہیں بلکہ بریلویوں (اہلسنت) کی اختراع ہے اور بعض متعصب تو یوں کہہ دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کا سابقہ کتب فقہ میں کوئی وجود نہیں۔ فقیر نے اس پر ایک تصنیف لکھی جو عرصہ ہوا مطبوع ہوئی اس سے چند حوالجات قلمبند کر کے اس کا نام الفلاح فی القیام عند حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح رکھتا ہوں وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

مقدمہ اقامت (تکبیر) کے وقت سب کو بیٹھا رہنا چاہیئے جس وقت تکبیر کہنے والا حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت سب لوگ کھڑے ہو جائیں یہ حکم امام و مقتدی دونوں کے لئے ہے۔ فقہ حنفی میں دونوں روایتیں موجود ہیں بعض کے نزدیک قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ پر کھڑے ہونے کا حکم ہے حضرت عبداللہ بن مبارک کا یہی مذہب ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے کہ نمازیوں کو حیّ علی الصلوٰۃ وحیّ علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہیئے۔ ہم کتب احادیث وکتب فقہ کی عبارات پیش کریں گے۔ ہمارے معتمد فقیہ حضرت علامہ حکیم امجد علی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی فقہ حنفی کی مشہور ومعتبر کتاب بہار شریعت میں فرماتے ہیں کہ اقامت کیوقت کوئی شخص آئے تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب حیّ علی الفلاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ یو ہیں جو لوگ موجود ہیں وہ بیٹھے رہیں اس وقت اٹھیں جب مکبر حیّ علی الفلاح پر پہنچے یہی حکم امام کے لئے ہے۔ آج کل اکثر رواج پڑ گیا ہے کہ

اقامت کے وقت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں۔ بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مصلے پر نہ کھڑا ہو اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلاف سنت ہے۔

اعجوبہ۔ جو لوگ اسی مسئلہ میں اختلاف کی بنیاد بریلوی بدعت کے نام سے موسوم کرتے ہیں ان کی جہالت کا بین ثبوت یوں ہے کہ یہ مسئلہ "مالابد" جیسی متداول کتاب میں بھی ہے جسے مدارس عربیہ اسلامیہ کے مبتدیوں کو پڑھائی جاتی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

طریقہ خواندن نماز بروجہ سنت آں ست کہ اذان گفتہ شود واقامت ونزد حی علی الصلوٰۃ برخیزد (مالابد منہ صـ۴) یعنی نماز ادا کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان کہی جائے اور اقامت اور حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہو۔ **فائدہ** یہ کتاب ان لوگوں کے یہاں بہت زیادہ معتبر ہے جو اس مسئلہ میں خواہ مخواہ مخالفت کرتے ہیں۔

باب اول

احادیث مبارکہ کی تصریحات مع شروح احادیث کی عبارات پیش کی جاتی ہیں تاکہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ یہ حنفیوں کی اختراع ہے۔

(۱) صحیح مسلم میں ہے عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ (ج ۱ صـ۲۲۰) ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اقامت کہی جائے تو اس وقت تک نہ کھڑے ہوا کرو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔

(۲) صحیح بخاری میں ہے متی یقوم الناس اذا راوا الامام عند الاقامۃ کب کھڑے ہوں لوگ جب دیکھیں امام کو اقامت کے وقت۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ (بخاری ج ۱ صـ۸۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو اس وقت تک کھڑے ہوا کرو جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔

(**ف**) یہ ہیں مخالفین کے معتمد علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ الباری کہ جنہوں نے مستقل باب باندھ کر تصریح فرمائی کہ مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الفلاح وغیرہ پر پہونچے ایک اور صحاح ستہ کی مستند کتاب ترمذی شریف کی تصریح ملاحظہ ہو۔

(۳) ترمذی شریف (ج ۱ صـ۹۶) میں ہے بَابُ کَرَاهِیَۃِ اَنْ یَّنْتَظِرَ النَّاسُ الْاِمَامَ وَهُمْ قِیَامٌ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ خَرَجْتُ قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی حَدِیْثُ اَبِیْ قَتَادَۃَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَکَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَغَیْرُهُمْ اَنْ یَّنْتَظِرَ النَّاسُ الْاِمَامَ وَهُمْ قِیَامٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا کَانَ الْاِمَامُ فِی الْمَسْجِدِ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَاِنَّمَا یَقُوْمُوْنَ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَکِ۔ باب اس بیان میں کہ لوگوں کا کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنا مکروہ ہے افتتاح نماز کے وقت عبداللہ ابن قتادہ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اقامت کہی جائے تو نہ کھڑے ہوا کرو جب مجھے گھر سے نکلتا ہوا نہ دیکھ لو امام ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ ابی قتادہ کی حدیث حسن اور صحیح ہے اور مکروہ جانا ہے اہل علم صحابہ کرام نے (کھڑے ہو کر تکبیر سننے کو) اور دوسرے اہل علم نے کہ امام کا انتظار کھڑے ہو کر کریں اور بعض اہل علم نے کہا کہ جب امام مسجد میں ہو اور اقامت کہی جائے تو وہ کھڑے ہوتے تھے جب موذن قدقامت الصلوٰۃ کہتا اور یہی ابن مبارک رح کا قول ہے۔

شروح احادیث احادیث مبارکہ کی تصریحات کے باوجود پھر بھی مخالفین بضد ہیں بلکہ وہ اپنی بغاوت کا ثبوت دیتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ یہ احادیث میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ حی علی الفلاح تک مقتدی بیٹھے رہیں۔ پھر بعد کو اٹھیں یہاں تو حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جب تک مجھے نہ دیکھو تم نہ اٹھو ہم ان اغبیاء کے لئے مستند و معتبر شارحین احادیث کی تصریحات پیش کرتے ہیں ضدی ہٹ دھرم یقیناً نہیں مانیں گے البتہ حق کے متلاشی کو تسکین نصیب ضرور ہوگی۔

(١) شرح نووی مسلم شریف میں ہے اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ مِنَ السَّلَفِ فَمَنْ بَعْدَهُمْ مَتٰى يُكَبِّرُ الْاِمَامُ فَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَطَائِفَةٌ اَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ اَنْ لَّا يَقُوْمَ اَحَدٌ حَتّٰى يَفْرُغَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْاِقَامَةِ وَنَقَلَ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ عَنْ مَالِكٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَعَامَّةِ الْعُلَمَاءِ اَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَّقُوْمُوْا اِذَا اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْاِقَامَةِ وَكَانَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْمُ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْاِقَامَةِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ وَبِهٖ قَالَ اَحْمَدُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْكُوْفِيُّوْنَ يَقُوْمُوْنَ فِي الصَّفِّ اِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ علماء سلف وخلف اور ان کے بعد والوں کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ لوگ نماز کے لئے کب کھڑے ہوں اور امام تکبیر تحریمہ کب کہے تو امام شافعی اور ایک گروہ کا مسلک یہ ہے کہ مستحب یہ ہے کہ کوئی بھی اس وقت تک نہ کھڑا ہو جب تک کہ مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو جائے اور قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے امام مالک علیہ الرحمۃ اور عام علماء سے نقل کیا ہے کہ وہ مستحب جانتے تھے کہ اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن اقامت شروع کرے حضرت انس اس وقت کھڑے ہوتے تھے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا اور یہی امام علیہ الرحمۃ کا قول ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور علماء کوفہ صف میں اسوقت کھڑے ہوتے تھے جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہتا۔

(٢) عینی شرحِ بخاری صد ٦٠٦ ج ٢ میں ہے قَدِ اخْتَلَفَ مَتٰى يَقُوْمُ النَّاسُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَذَهَبَ مَالِكٌ وَجُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ اِلٰى اَنَّهٗ لَيْسَ لِقِيَامِهِمْ حَدٌّ وَلٰكِنِ اسْتَحَبَّ عَامَّتُهُمُ الْقِيَامَ اِذَا اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْاِقَامَةِ وَكَانَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْمُ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ وَحَكَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ ذَكَرَ قَيْسُ بْنُ حَازِمٍ وَحَمَّادٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَجَبَ الْقِيَامُ وَاِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اِعْتَدَلَتِ الصُّفُوْفُ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ

اِلَّا اللّٰهُ كَبَّرَ الْاِمَامُ وَذَهَبَ عَامَّةُ الْعُلَمَاءِ اِلٰى اَنَّهٗ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَفْرُغَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْاِقَامَةِ وَفِي الْمُصَنَّفِ كَرِهَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ اَنْ يَّقُوْمَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ اِذَا فَرَغَ الْمُؤَذِّنُ كَبَّرَ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ يَقُوْلُ اِذَا قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ كَبَّرَ وَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَطَائِفَةٌ اَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ بِاَنْ لَّا يَقُوْمَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْاِقَامَةِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ يُوْسُفَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَعَنْ مَالِكٍ السُّنَّةُ فِي الشُّرُوْعِ فِي الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْاِقَامَةِ وَبِدَايَةِ اسْتِوَاءِ الصَّفِّ وَقَالَ اَحْمَدُ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ يَقُوْمُ وَقَالَ زُفَرُ اِذَا قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ مَرَّةً قَامُوْا وَاِذَا قَالَ ثَانِيَةً اِفْتَتَحُوْا وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٌ يَقُوْمُوْنَ فِي الصَّفِّ اِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ وَاِذَا قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ كَبَّرَ الْاِمَامُ لِاَنَّهٗ اَمِيْنُ الشَّرْعِ اِذَا لَمْ يَكُنِ الْاِمَامُ فِي الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ اِلٰى اَنَّهُمْ لَا يَقُوْمُوْنَ حَتّٰى يَرَوْهُ. سلف نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ لوگ نماز کے لئے کب کھڑے ہوں امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ قیام کا وقت (کوئی) نہیں ہے۔ لیکن عام مالکیوں نے یہ مستحب جانا ہے کہ جیسے ہی اقامت شروع ہو لوگ کھڑے ہو جائیں اور حضرت انس صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے تھے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا تھا اور اس بات کو ابن ابی شیبہ نے سوید بن غفلہ سے روایت کیا اور قیس بن حازم اور حماد کا بھی ذکر کیا کہ ان کا بھی یہی مذہب ہے اور سعید بن مسیّب اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ جب مؤذن تکبیر کہے تو قیام واجب ہے اور جب حی علی الصلوٰۃ کہے تو صفیں درست کریں۔ اور جب لا الٰہ الا اللہ کہے تو امام اللہ اکبر کہے اور اکثر علماء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جب تک اقامت ختم نہ ہو امام اللہ اکبر نہ کہے اور مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ ہشام بن عروہ قد قامت الصلوٰۃ سے قبل قیام کو مکروہ جانتے تھے اور یحیٰی بن وثاب سے مروی ہے کہ امام اس وقت اللہ اکبر کہے جب اقامت ختم ہو چکی ہو اور ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ جب اقامت کہنے والا قد قامت الصلوٰۃ کہے تو امام اللہ اکبر کہے اور امام شافعی اور علماء کے گروہ (ایک) کا مسلک یہ ہے کہ کھڑا ہونا اس وقت

تک بہتر نہیں جب تک کہ مؤذن اقامت ختم نہ کرے اور امام ابی یوسف کا بھی یہی قول ہے اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ اقامت کے بعد ہی نماز شروع کی جائے اور صفیں بھی اُسی وقت درست کریں امام احمد فرماتے ہیں کہ جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے تو لوگ کھڑے ہوں اور امام زفر نے کہا ہے کہ پہلی بار قد قامت الصلوٰۃ پر سب لوگ کھڑے ہوں اور دوسری بار پر سب لوگ نماز شروع کردیں امام ابوحنیفہ اور امام محمد نے فرمایا ہے کہ جب حی علی الصلوٰۃ کہیں تو سب لوگ کھڑے ہوجائیں۔

(۲) فتح الباری شرح صحیح البخاری صہ ۹۵/۲ میں ہے باب متی یقوم الناس اذا رأوا الامام عند الاقامۃ ذھب الاکثرون الی انھم اذا کان الامام معھم فی المسجد لم یقوموا حتی تفرغ الاقامۃ وعن انس رضی اللہ عنہ انہ کان یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ رواہ ابن المنذر وغیرہ وکذا رواہ سعید بن المنصور عن طریق ابی اسحاق عن اصحاب عبد اللہ وعن سعید ابن المسیب اذا قال المؤذن وجب القیام واذ قال حی علی الصلوٰۃ عدلت الصفوف واذ قال لا الٰہ الا اللہ کبّر الامام وعن ابی حنیفۃ یقومون اذ قال حی علی الفلاح فاذا قال قد قامت الصلوٰۃ کبّر الامام واما اذا لم یکن الامام فی المسجد فذھب الجمھور الی انھم لا یقومون حتی یروہ وخالف من ذکرنا علی التفصیل الذی شرحنا وحدیث الباب حجۃ علیھم وفیہ جواز الاقامۃ والامام فی منزلہ اذا کان سمعھا وتقدم اذنہ فی ذالک قال القرطبی ظاھر الحدیث ان الصلوٰۃ کانت اقام قبل ان یخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بیتہ۔ کس وقت کھڑے ہوں لوگ جب کہ دیکھیں وہ امام کو اقامت کے وقت اکثر علماء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جب امام مسجد میں ہو تو جب تک اقامت ختم نہ ہو لوگ کھڑے نہ ہوں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اس وقت کھڑے ہوتے تھے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا تھا اس حدیث کو ابن المنذر وغیرہ نے روایت کیا اور ایسے ہی سعید بن منصور نے بسند ابی اسحاق عبد اللہ بن مسعود کے شاگردوں سے روایت کیا ہے اور سعید بن مسیب نے کہا

ہے کہ جب مؤذن اقامت شروع کرے تو کھڑے ہوں اور جب حی علی الصلوٰۃ کہے تو صفیں درست کریں اور جب لا الٰہ الا اللہ کہے تو امام اللہ اکبر کہے اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ اس وقت کھڑے ہوں جب کہنے والا حی علی الفلاح کہے اور جب قد قامت الصلوٰۃ کہے تو امام تکبیر کہہ لے اور جب امام مسجد میں نہ ہو تو جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ لوگ کھڑے نہ ہوں یہاں تک کہ امام کو دیکھ نہ لیں اور امام اعظم نے ان لوگوں کی مخالفت کی ہے جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اور اس ساری تفصیل کی مخالفت کی ہے اور یہ حدیث ان سب لوگوں پر حجت ہے جو امام اعظم کے مسلک کے خلاف ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقامت بغیر امام کی موجودگی جائز ہے اگرچہ امام اپنے گھر میں ہو جبکہ وہ اقامت سن سکے اور اُس نے پہلے سے اجازت دے دی ہو کہ میری عدم موجودگی میں اقامت کہہ دی جائے میں گھر سے آ کے نماز پڑھاؤں گا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اس حدیث کا ظاہر یہی ہے کہ اقامت ہوجاتی تھی قبل اُس کے کہ حضور علیہ السلام گھر سے باہر تشریف لائیں۔

باب دوم

احادیث مبارکہ کو جس طرح ان شارحین نے سمجھا ہم ان کی گرد تک نہیں پہونچ سکتے انہوں نے بھی احادیثِ مقدسہ کی شروح میں تصریح فرمائی کہ اقامت کے وقت حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح کے وقت نماز کے لئے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اختصار کے پیش نظر ان روایات اور ان کی چند شروح پر اکتفا کر کے اب فقہاء اور فتاویٰ جات سے چند حوالہ جات سپرد قلم کرتا ہوں۔

(۱) نور الایضاح صہ میں ہے۔ والقیام حین قیل حی علی الفلاح اور کھڑا ہونا اس وقت ہے جب حی علی الفلاح کہا جائے۔

(۲) حاشیہ نور الایضاح صہ میں ہے، ومن الادب قیام القوم والامام ان کان حاضراً بقرب المحراب وقت قول المقیم فی ضمن قولہ ھذا امر بالقیام فیجاب اور ادب یہ ہے کہ کھڑی ہو قوم اور امام بھی اگر محراب کے پاس موجود ہو جب کہ اقامت کہنے والا حی علی الفلاح کہے۔ اس لئے کہ مقیم نے اپنے اس قول میں قیام کا حکم دیا ہے لہٰذا اس کا جواب کھڑے ہو کر دے

(ف) یاد رہے کہ یہ حاشیہ مولوی اعزاز علی دیوبندی نے لکھا ہے۔

(۳) مراقی الفلاح شرح نور الایضاح صـ۱۲۶ میں ہے ای قِیَامُ الْقَوْمِ وَالْاِمَامِ اِنْ کَانَ بِقُرْبِ الْمِحْرَابِ حِیْنَ قِیْلَ اَیْ وَقْتَ قَوْلِ الْمُقِیْمِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ لِاَنَّہٗ اَمَرَ بِہٖ فَیُجَابُ (مراقی الفلاح نور صـ۱۲۶) یعنی کھڑا ہونا امام اور قوم کا اگر ہوں محراب کے قریب جب کہا جائے یعنی مقیم کے قول حی علی الفلاح کے وقت اس لئے کہ بے شک اس نے اس کا حکم دیا تو جواب اُسکا دیا جائے کھڑے ہو کر

(۴) کنز الدقائق صـ۲۲ میں ہے وَالْقِیَامُ حِیْنَ قِیْلَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اور قیام کرنا اُس وقت جب حی علی الفلاح کہا۔

(۵) حاشیہ کنز الدقائق جو مولوی احسن نانوتوی دیوبندی نے لکھا ہے مُسَارَعَۃٌ لِاِمْتِثَالِ الْاَمْرِ ھٰذَا اِذَا کَانَ الْاِمَامُ بِقُرْبِ الْمِحْرَابِ حاشیہ کنز صـ۲۲ یعنی اس میں تکبر کے امر کی تعمیل ہے اور جب ہے کہ امام محراب کے قریب ہو۔

(۶) در مختار مع رد المحتار صـ۲۹۵ ج۱ میں ہے دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْمُؤَذِّنُ یُقِیْمُ قَعَدَ اِلٰی قِیَامِ الْاِمَامِ فِیْ مُصَلَّاہُ وَیُکْرَہُ لَہُ الْاِنْتِظَارُ قَائِمًا وَلٰکِنْ یَقْعُدُ ثُمَّ یَقُوْمُ اِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حی علی الفلاح (کوئی شخص) مسجد میں داخل ہوا اور مؤذن اقامت کہہ رہا ہے تو بیٹھ جائے جبتک امام مصلّٰی پر نہ کھڑا ہو اور مکروہ ہے وہ اس کے لئے انتظار کرنا کھڑا ہو کر لیکن بیٹھ جائے پھر اس وقت کھڑا ہو جب مؤذن حی علی الفلاح پر پہنچے۔

(۷) در مختار صـ۳۶۲ ج۱ اور صـ۳۵۴ ج۱ میں ہے وَالْقِیَامُ لِاِمَامٍ وَمُؤْتَمٍّ حِیْنَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ خِلَافًا لِزُفَرَ فَعِنْدَہٗ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور امام اور مقتدی کو اس وقت کھڑا ہونا چاہیے جب حی علی الفلاح پر پہنچے امام زفر کے نزدیک حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا چاہیے۔

(۸) حاشیہ در مختار یعنی رد المحتار صـ۳۵۴ وصـ۳۶۲ ج۱ میں ہے قَوْلُہٗ حِیْنَ قِیْلَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کَذَا فِی الْکَنْزِ وَنُوْرِ الْاِیْضَاحِ وَالْاِصْلَاحِ وَالظَّهِیْرِیَّۃِ وَالْبَدَائِعِ وَغَیْرِھَا وَالَّذِیْ فِی الدُّرَرِ مَتْنًا وَشَرْحًا عِنْدَ الْحَیْعَلَۃِ یَعْنِیْ حِیْنَ یُقَالُ حی علی الصلوٰۃ وَعَزَاہُ الشَّیْخُ اسماعیل فِیْ شَرْحِہٖ مَتْنًا وَشَرْحًا اِلٰی عُیُوْنِ الْمَذَاهِبِ وَالْفَیْضِ وَالْوِقَایَۃِ وَالنُّقَایَۃِ وَالْحَاوِیْ

فَالدُّرِّ الْمُخْتَارِ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں ایسا ہی کنز نور الایضاح اور اصلاح اور ظہیریہ اور بدائع اور دوسری کتابوں میں ہے اور درر میں متن اور شرح میں حیعلہ کے وقت قیام کو لکھا ہے یعنی حی علی الصلوٰۃ کے وقت قیام چاہیئے اور اسے انہوں نے شیخ اسمٰعیل کی طرف اپنی شرح میں منسوب کیا ہے متن اور شرح دونوں میں اور عیون المذاہب، فیض، وقایہ، نقایہ، حاوی اور در مختار کی طرف منسوب کیا ہے

ان فقہی عبارات کا ماحصل یہ ہے کہ فقہ حنفی کی مختلف کتب میں یہ مسئلہ واضح ہے کہ حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا حکم ہے اور بعض کتب میں حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کا۔

علاوہ مذکورہ بالا کتب کے فقہ کی مندرجہ ذیل کتب میں بھی تصریح موجود ہے (۹) شرح وقایہ مع حاشیہ عبدالحی (۱۰) عالمگیری (۱۱) طحطاوی

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

مخالفین جب ہمارے دلائل کا کوئی جواب نہیں دے سکتے تو عوام کو متاثر کرنے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ صفوں کو درست رکھنا ضروری ہے اور سنت نبوی ہے اسے چھوڑ کر ہم ایک غیر ضروری مسئلہ پر عمل کیوں کریں یہ ان کی ایک چال ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے کہہ دیتے ہیں کہ اذان واقامت میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنکر انگوٹھے چومنا نہیں[1] بلکہ درود شریف پڑھنا چاہیئے کیونکہ انگوٹھے چومنے سے درود شریف متروک ہوتا ہے ان بھلے مانسوں کو کون سمجھائے کہ کیا بیک وقت دونوں پر عمل محال ہے یا ممکن ہے اگر ممکن ہے تو پھر انکار کیوں پرچ ہے ؎

ذیل میں ہم ان حیلہ گردان کی عذرداری لکھ کر ان کے جوابات لکھتے ہیں۔

حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ اقامت سے پہلے صفیں ٹھیک کر لینی چاہیں جیسا کہ مسلم شریف میں ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ تُقَامُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَاْخُذُ النَّاسُ مَصَافَّھُمْ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامَہٗ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز قائم کی جاتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پس لوگ صفوں میں جگہ لے لیتے تھے قبل اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ کھڑے ہوتے۔

[1] اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ " دفع الوسواس " پڑھنا چاہیئے ۱۲۔ اویسی غفرلہٗ

جواب ۱ مخالفین کی عادت ہے کہ صرف اور صرف حق کا نیچا دکھانے کے لئے وہ احادیث یا آیات دکھائیں گے جنکے محامل مختلف ہوں اور پھر وہ محمل لیں گے جو معمول بہ نہ ہوگا چنانچہ حدیث شریف کی شرح میں امام نووی لکھتے ہیں لَقَدْ كَانَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ نَحْوَهُمَا لِبَيَانِ الْجَوَازِ وَلَعَلَّ قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَقُوْمُوا حَتّٰى تَرَوْنِي كَانَ بَعْدَ ذَالِكَ قَالَ الْعُلَمَاءُ وَالنَّهْيُ عَنِ الْقِيَامِ قَبْلَ اَنْ يَرَوْهُ لِئَلَّا يَطُوْلَ عَلَيْهِمُ الْقِيَامُ لِاَنَّهُ قَدْ يَعْرِضُ لَهُ عَارِضٌ فَيَتَاَخَّرُ بِسَبَبِهٖ یہ بات کہ لوگ پہلے کھڑے ہوجاتے تھے شاید ایک بار دوبار ہوا ہو اور یہ بیان جواز کیلئے ہے (یعنی اگر کھڑے ہوں تو جائز ہے کراہت کیساتھ یا بلا کراہت) اور امید ہے کہ حضور کا یہ فرمانا کہ جب تک مجھے نہ دیکھو کھڑے نہ ہو اس کھڑے ہونے کے بعد بھی اور حضور نے کھڑے ہونے سے اس لئے منع فرمایا کہ دیر تک نہ کھڑے رہیں اور اس لئے کہ کبھی کسی عارض کی وجہ سے دیر بھی ہوسکتی ہے۔

جواب ۲ اس حدیث کی دوسری روایت بخاری شریف میں ہے کہ قَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَعَدَلَتِ الصُّفُوْفُ اقامت کہی گئی اور صفیں درست کی گئیں نیز بخاری شریف میں ہے۔ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَسَوَّى النَّاسُ صُفُوْفَهُمْ اقامت نماز کہی گئی جب لوگوں نے صفوں کو درست کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صفوں کی درستگی اقامت سے پہلے شروع کی گئی اور صفیں بعد کو درست کی گئیں بہرحال یہ حدیث اس بات پر دلیل نہیں کہ اقامت سے پہلے کھڑا ہونا سنت اور مستحب ہے بلکہ مستحب وہی ہے کہ لوگ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں جیسا کہ کتب فقہ میں اسکی تصریح ہو۔

سوال مخالفین مندرجہ ذیل روایت بھی پیش کرتے ہیں لیکن ترجمہ غلط کرکے دھوکہ دیتے ہیں ہم حدیث ان کی طرف سے ترجمہ اپنی اپنی طرف سے لکھتے ہیں مشکوٰۃ شریف میں ہے عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا اِذَا قُمْنَا اِلَى الصَّلٰوةِ فَاِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفیں درست کرتے تھے جب کہ ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو جب ہم سیدھے ہو جاتے آپ اللہ اکبر کہتے تھے۔

جواب جس طرح ہم نے ترجمہ کیا ہے اس لحاظ سے تو حدیث شریف ہماری مؤید ہے ہاں انہوں نے ترجمہ

یوں کیا جب صفیں درست ہوتیں تو تکبیر کہی جاتی۔ تعجب ہے کہ محض اپنے غلط مذہب کو ثابت کرنے کے لئے ان لوگوں نے ترجمہ میں تغیر و تبدل و تصحیف کر دی جو اہل علم کے نزدیک کبھی جائز نہیں ہوسکتا۔

فیصلہ از امام اعظم رضی اللہ عنہ: ہمارے ساتھ مخالفت رکھنے والوں کا فیصلہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہے جس کے ہم مقلد ہیں اور وہ بھی ان کی ذات ستودہ صفات کی تقلید کا دم بھرتے ہیں ہم اپنا فیصلہ مستند کتاب حدیث وفقہ موطا امام محمد علیہ الرحمۃ صفحہ ۸۶ سے نقل کرتے ہیں۔

قال محمد ینبغی للقوم اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَنْ يَقُوْمُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ فَيَصُفُّوْا وَلیسوا الصفوف ویحاذوا بین المناکب فاذا اقام المؤذن الصلٰوۃ کبر الامام وھو قول ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ لوگوں کو چاہیئے کہ جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو نماز کے لئے کھڑے ہوں اور صف بندی کریں اور صفیں برابر کریں اور کندھوں سے کندھا ملالیں پس جب مؤذن تکبیر ختم کرلے تو امام تکبیر کہے یہی قول امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا ہے۔

فائدہ احادیث مبارکہ اور شروح حدیث اور معتبر و مستند کتب فقہیہ سے جملہ فقہاء کرام خصوصاً سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک واضح ہوگیا کہ اقامت میں جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح پر پہنچے اسوقت امام و مقتدی کھڑے ہوں ابتداً اقامت کے وقت نہ کھڑا ہو کہ یہ خلاف سنت ہے اور مکروہ فعل ہے جو لوگ اپنے آپ کو حنفی کہلاتے ہیں اور حنفی ہونے کا دعوی کرتے ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ فقہ حنفی پر عمل بھی کریں کیونکہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کا یہی مسلک ہے کہ اقامت میں حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ اس فیصلہ کے بعد اگر کوئی نہیں مانتا تو وہ جانے اور اس کا خدا۔ ہمارا کام ہے دلائل سے سمجھانا سو وہ ہم نے دلائل قاہرہ و براہین باہرہ سے سمجھا دیا ہے۔ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وما علینا الا البلاغ

خاتمہ: سوال، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، صف بندی کے لئے بہت بڑا اہتمام فرماتے یہاں تک کہ اس کام پر کچھ لوگ مقرر تھے کہ جب جماعت کھڑی ہو تو صفیں درست کریں جب صفیں سیدھی ہو چکتی تھیں تو حضرت عمر تشریف لاتے تھے اور امامت کرتے تھے (الفاروق صفحہ ۱۸۱ ج ۲) علاوہ ازیں بیٹھ کر اقامت سننا مستحب ہے اور صفیں سیدھی رکھنا سنت ہے بیٹھ کر اقامت سننے سے سنت کا ترک لازم آتا ہے قاعدہ ہے کہ مستحب

ہے سنت ترک لازم آئے اس مستحب کو چھوڑنا ضروری ہے کیونکہ اعلیٰ کی ادنیٰ پر تقدیم لازم ہے۔

جواب ۱: اگر معترض کو شتر مرغ کہا جائے تو بجا ہے کیونکہ جب وہ حدیث و فقہ حنفی وغیرہ کا ماننے والا ہے پھر اسے ہیرا پھیری کرنا مناسب نہیں جب ہم نے احادیث صحیحہ و فقہ کی مستند کتب سے ان کا استحباب ثابت کیا ہے پھر اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل مبارک سے دلیل کی کیوں سوجھی اس طرح تو ہزاروں مسائل بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائیں گے کیونکہ اکثر مسائل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک دوسرے کے خلاف ملینگے جنہیں صحابہ کے اجتہادات واقوال مختلفہ کا علم ہے وہ اس سے انکار نہ کریگا اس طرح سے جس کا جو جی میں آئیگا عمل کریگا جیسے حال ہی میں ایک مجتہد صاحب نے عقیقہ کو مکروہ تحریمہ کا اعلان فرمایا ہے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا ہے کہ وہ اسے مکروہ سمجھتے تھے اور پھر فقہ کی عبارات بھی پیش کر دی ہیں تو کیا کسی اہل اسلام کا دل مانتا ہے کہ واقعی عقیقہ مکروہ تحریمہ ہے تو ایسے ہی اعتراض مذکور کا حال سنئے۔

جواب ۲: سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عمل بسر و چشم مگر یہ کہاں لکھا ہے کہ صف بندی کے بعد اقامت کو بیٹھ کر سننے کو روکتے تھے۔ صف بندی واقعی سنت ہے اس کے ہم صرف قائل ہی نہیں بلکہ سختی سے عامل بھی ہیں جیسا کہ فقیر کے جمعہ کی نماز میں ہزاروں نمازیوں کو آکر دیکھئے کہ اقامت کو بیٹھ کر سنتے ہیں لیکن جب حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح کی آواز کانوں میں پڑتی ہے تو فوراً صفیں سیدھی کر لیتے ہیں یہاں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا معمول بھی ایسے ہو گا کہ صف بندی کے ساتھ ساتھ اقامت بیٹھ کر سنتے ہوں جیسا کہ خود سوال سے ظاہر ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ علیہ اس وقت تشریف لاتے جب صفیں سیدھی ہو چکی ہوتیں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک تھا جسے ہم پہلے لکھ آئے ہیں اس پر بھی شارحین نے یہی لکھا کہ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تشریف لاتے جب اقامت قریب الاختتام ہوتی اور اس سے قبل کو کھڑے ہونے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً منع فرمایا لا تقوموا حتی ترونی الخ: اسی سے تمام شارحین احادیث نے استدلال فرمایا ہے کہ کھڑے کھڑے اقامت سننا مکروہ ہے یہی جملہ فقہاء کا اتفاق ہے کسی امام کا اختلاف منقول نہیں یہ چودھویں پندرھویں صدی کے اہل بدعت کی بدعت کا کرشمہ ہے کہ سنت سے انحراف کر کے بدعت ایجاد کی۔ اسی لئے فقہاء کرام نے خوارج اور اس کی تمام شاخوں کو مبتدع لکھا اور منکرین مسئلہ ہذا بھی خوارج کی شاخ ہے[1]۔

---

[1] دیکھئے فقیر کی کتاب "ابلیس تا دیوبند"

جواب ۳: اصول فقہ و حدیث کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو احادیث مختلفہ واقوال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہم کے مابین تطبیق کی سعی کی جائے ورنہ اعلیٰ کے بالمقابل ادنیٰ کو چھوڑ دیا بحمدہٖ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل ہمارے مخالف نہیں بلکہ موافق ہے ہاں معترضین کی سمجھ کی کمی ہے اور وہ بھی مجبور ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سفہاء الاحلام کا لقب بخشا ہے یعنے پرلے درجے کے غبی اور الحمدللہ ہم دونوں عملوں کے عامل ہیں اور دونوں کے درمیان تناقض و تعارض سمجھتے ہی نہیں یہ ہمارے اسلاف صالحین کا صدقہ ہے کہ ہمیں دین کی فہمی نصیب ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی عین مراد ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین (بخاری و مسلم) جس کے لئے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی فہمی عطا فرماتا ہے۔

تطبیق: ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ و دیگر وہ روایات جو صف بندی کی تاکید پر مشتمل ہیں ان کے لئے مقتدیوں کو سمجھا دیا جائے کہ جب تک مکبر حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح تک نہ پہونچے بیٹھے رہنا جب یہ کلمات سنیں تو فوراً اٹھ کر صفیں سیدھی کر لیں جیسا کہ فقیر اویسی غفرلہٗ کا معمول ہے اس طرح سے الحمدللہ ہر دونوں (سنت و مستحب) پر عمل کرنے کی ہمیں دولت نصیب ہوئی۔

فائدہ: الحمدللہ ہمیں تطبیق احادیث واقوال مختلفہ کے ضابطہ کی برکت سے اکثر احادیث مبارکہ و سنن مقدسہ پر عمل کرنا نصیب ہے اسی لئے ہم اہلسنت اپنے اسلاف صالحین کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور یہی صراط مستقیم ہے اللہ تعالیٰ سب کو اس پر استحکام و استقامت بخشے (آمین) اور مخالفین نے چونکہ اسلاف صالحین سے ہٹ کر نئی راہ اختیار کر لی ہے اسی لئے وہی بدعتی ہیں۔ **فائدہ:** اگر یہ تطبیق نہ ہوتی تو پھر ہم مجبور ہوتے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو ترک کر دیتے کیونکہ اس کے بالمقابل حدیث صحیح موجود ہے۔

اعجوبہ ہم اہلسنت کو یہ قاعدہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ سے ملا ہے وہ یہ کہ جب احادیث صحیحہ میں وارد ہوا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت سر کے محاذی ہاتھ اٹھایا جائے دوسری حدیث میں ہے کہ کانوں تک تیسری میں ہے کہ کاندھوں تک ہم احناف تکبیر تحریمہ کے وقت ایسے انداز سے ہاتھ اٹھاتے ہیں کہ ہر تینوں احادیث پر عمل ہو جاتا ہے بخلاف غیر مقلدین کے وہ صرف کاندھوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں تو صرف ایک حدیث

پر عمل کرتے ہیں تو دو حدیثوں کے عمل سے محروم ہیں۔

ہیرا پھیری: مخالفین ہیرا پھیری کے استاد ہیں اس لیئے کہ ان کا انکار تو ہوتا ہے اسلامی مسائل سے لیکن اُس کی مخالفت سے ایسا رنگ روپ دھاریں گے جس سے بظاہر محسوس ہوگا کہ یہ اسلام کے شیدائی ہیں مثلاً اذان و اقامت میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام مبارک سنکر انگوٹھے چومنے پر عوام کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام مبارک سنکر درود پڑھنا ضروری ہے فلہٰذا انگوٹھے نہ چومنے چاہئیں ان بھلے مانسوں کو کون سمجھائے کہ کیا انگوٹھے چومنے سے درود پڑھنے میں رکاوٹ ہو جاتی ہے جب کہ ہم انگوٹھے بھی چومتے ہیں اور صلی اللہ علیك یا سیدی یا رسول اللہ اور قرۃ عینی بك یا سیدی یا رسول اللہ اللھم متعنی بالسمع والبصر (شامی۔ طحطاوی۔ روح البیان) بھی پڑھتے ہیں بلکہ وہ اسی اثناء میں انگوٹھے چوم کر درود ابراہیمی بھی پڑھ لیں تو بھی وقت میں گنجائش ہے کیونکہ مؤذن پر لازم ہے کہ وہ اذان کے کلمات ادا کرنے میں جلدی نہ کرے اور ایک کلمہ کہہ کر دوسرے کلمے کے کہنے کے درمیان توقف کرے (شامی، عالمگیری، بحر الرائق)

اسی لئے ہم اہلسنت اس وقت بھی سنت و مستحب ہر دونوں پر عمل کرتے ہیں یعنی

(١) سنت اذان کے الفاظ " اشھد ان محمدا رسول اللہ "

(٢) سنت درود شریف (٣) مستحب انگوٹھے چومنا

لیکن مخالفین اوّلاً تو ہر تینوں سے محروم ہیں کوئی ایک آدھا درود پڑھ لیتا ہو تو وہ بھی بدعتی بنکر کیونکہ انکے نزدیک درود ابراہیمی کے علاوہ باقی درود کے صیغے بدعت ہیں۔ ہاں ان کا انگوٹھے چومنے والی احادیث کو ضعیف کہنا بھی ایک بہانہ ہے اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ " انگوٹھے چومنا " میں ہے۔

تفصیل فقیر نے ایک عزیز کے سوال پر لکھ دی ہے تاکہ مخالفین عوام کو دھوکہ دیکر مسائل شرعیہ پر عمل کرنے سے محروم نہ بنا دیں واللہ اعلم بالصواب

ھذا آخر ما رقمہ القلم الفقیر القادری

بہاولپور - پاکستان

ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی

یکم ربیع الاوّل شریف ١٤٠٢ھ

غفرلہٗ